

Registerd

L. No. 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۷) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۱۳ ستمبر ۱۹۰۶ء جلد (۳۵)

گلدستۂ اخبار

کانٹن واقعہ چین میں افیون کی تمام دوکانیں بلا کسی قسم کی مخالفت کے بند ہو گئی ہیں۔ **مسٹر مارلے** نے مسٹر جسٹس لاٹوش مسٹر کے سی گپتا۔ اور مسٹر سید حسین بلگرامی کو سکرٹری آف سٹیٹ کی کونسل کے الحاقی ممبر مقرر کر دیا ہے۔ **ضلع کٹک** میں سخت طوفان کی وجہ سے بہت سے دیہات تہ زمین اور قریباً ۱۲ سو گھر برباد ہو گئے۔ **توقع کیجاتی** ہے کہ گجرات ایم ای مشن کے پادری جی ڈبلیو پارک صاحب امریکہ سے واپس آ کر ۱۸ نومبر کو بمبئی میں وارد ہونگے۔ **کوریا چو اندنون** جاپان کی زیر نگرانی میں آیا ہوا ہے وہاں کے باشندے آجکل مذہبی معاملوں میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ لوہیت اور باطل پرستی کو ترک کرتے جاتے ہیں۔ ابھی سال میں تھیوزوفسٹ کلیسیا کے شریک ۱۸ ہزار ایک سو سات سے ۲۵ ہزار ۸ سو تیرہ تک بڑھ گئے ہیں۔ ان لوگوں کا اوسط چندہ سلف سپورٹ کے لئے فی آدمی کے پیچھے ایک روپیہ ہے۔ یہ واقعی ترقی کا نشان ہے۔ **دنیا کی سب سے** بلند عمارت نئی سنگر کی عمارت نیویارک میں ہے جو اس کمپنی نے حال ہی میں بنائی ہے جس کے ۴۱ چوبارے ہیں اور ۱۶ اٹھانے والے زینہ ہیں۔ اس عمارت کی بلندی ۶۱۲ فٹ ہے اور ۹ ایکڑ سے زیادہ زمین گھیرے ہوئے ہے۔ **میمن سنگھ کے** اخبار چارو ہیرے دفتر کی تلاشی لیگئی۔ ۲۴ سپاہی پولیس کے بندوقوں سے مسلح ہو کر آئے تھے (رتنا جروہلی) **سالی کے ساتھ** شادی کرنے کا مسودہ قانون ہوس آف لارڈز میں بکثرت رائے سے پاس ہو گیا ہے۔ ۱۹۸ لارڈز تائید میں تھے اور ۵۴ مخالف تھے۔ **وزیر ہند نے انڈیا کونسل** میں جو تین ممبر مقرر کئے ہیں یعنی مسٹر جسٹس لاٹوش۔ مسٹر کے سی گپتا۔ اور مسٹر سید حسین بلگرامی۔ سید صاحب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ از اول تعویرن کالج کے بورڈ آف گورنرز کے ایک ممبر رہ چکے ہیں اور ہمیشہ ہندوستان کی مستورات کی تعلیم کی ترقی میں عملی دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ **بنگال میں** جبکہ سکہ ایک آنہ پر عوام الناس طرح طرح کی رائیں دیتے ہیں اور اس کو پسند نہیں کرتے۔ **الہ آباد اور مغل سرائے** کے درمیان ریلوے لائین ڈبل کر دی گئی ہے۔ اس کا درمیانی فاصلہ ۱۰ میل کا ہے۔ **گورنمنٹ آف انڈیا** کی مجلس مشیران میں کل ساٹھ ممبر ہونگے ۲۰ چیدہ والیان ریاست سے ۴۰ تمام صوبجات کے سر برآوردگان میں سے ہونگے۔ اس مجلس کو قانون سازی کا اختیار ہوگا تمام ممبران کی میعاد مقررہ پانچ سال ہے۔ اور ممبر دوبارہ بھی منتخب ہو سکینگے۔ **بلوہ کو کناڈا** کے تمام قزاقان میں سے ہر ایک کو پانچ سال سے ۲ سال تک کی قید اور ۵ سے پانسو روپیہ تک جرمانہ کی سزا ہوئی ہے۔ اور ضمانت نیک چلنی بھی لیگئی ہے **شملہ میں** یکم اکتوبر سے محصول چنگی عاید کرینگے۔ اس پر تمام دیسی اور یورپین تاجران سخت ناراض ہیں۔ **پریسیڈنسی** پوسٹ ماسٹر کلکتہ کی تنخواہ سات سو سے ایکہزار تک تھی وہ اب ایکہزار سے ۱۲ سو تک ہو گئی ہے۔ **افواہ گرم ہے** کہ مدراس میں بھی سڈیشن کے جرم میں بہت جلد گرفتاریاں شروع ہونے والی ہیں۔ ریکاش **جاپان میں** کاغذ کے رومال کی کثرت ہو رہی ہے۔ **اہل جرمن نے** حال ہی میں آلو سے ایک ایسا مصالح تیار کیا ہے جو پنسل بنانے کے کام میں لایا جائیگا۔ **یکم اکتوبر سے** ہندوستان میں آدھ آنے میں ایک تولہ وزن کا خط اور ایک آنہ میں دس تولہ کا وزن خط میں جا سکیگا۔ **مراکو** افریقہ میں ایک چھوٹی سی اسلامی سلطنت ہے۔ اور فرانسیسیوں کا اس میں بہت کچھ دخل ہے یہ بات رعایا کو پسند نہیں ہے۔ چنانچہ مراکو کے ایک شخص رسولی نام نے ایک یورپین فوجی افسر کو گرفتار کر لیا ہے اور بغاوت کا جھنڈا بھی بلند کیا ہے۔ اور ملک کی سب قومیں بغاوت میں شریک ہو گئی ہیں۔ دیکھا چاہئے کیا نتیجہ ہوتا ہے **مراکو کی حالت** اب تک خطرناک ہے۔ ٹانجیر سے بذریعہ تار خبر آئی ہے کہ وہاں کی فوج کو فیض جانے کا حکم ہوا ہے اور برٹش کانسلیٹ نے اپنی رعیت کو اطلاع کر دی ہے کہ دیہات کے خاص خاص جگہوں میں جا بسیں جس حالت میں کہ شہر پر حملہ کیا جاوے۔ اہل کر

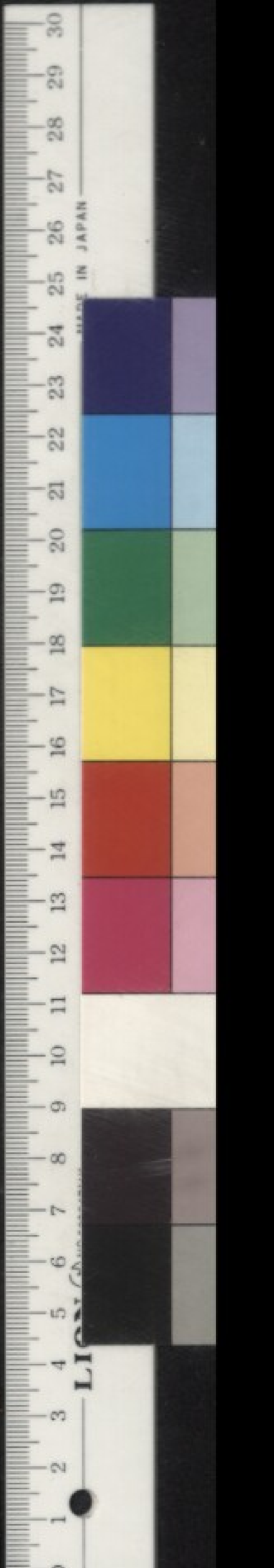
ایڈیٹوریل نوٹس

اکثر خریداروں کی طرف سے یہہ شکایت آئی ہے کہ نورافشان کو اشتہاروں سے کیوں بھرا جاتا ہے۔ سو انپر واضح ہو کہ ہمارے ہاتھہ میں آجتک نورافشان کی مینجری نہیں آئی ہے۔ پادری ڑیسی صاحب بدستور مینجر ہیں*

نامہ نگاروں سے التماس ہے کہ براے مہربانی اپنے اپنے مضامین براے اندراج اخبار نورافشان بہت جلد روانہ فرماکر ہمیں ممنون و مشکور فرماویں کیونکہ آپ لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ نامہ نگار ایڈیٹر کے بازو ہوتے ہیں اور اخبار کا دارومدار خصوصاً نامہ نگاروں ہی پر ہوتا ہے۔ ہم آپکی امداد کے جو ابتک آپ لوگوں نے دی ہے ممنون و مشکور ہیں۔ اور آیندہ امداد کے متوقع ہیں*

ہمنے نورافشان کے گذشتہ پرچہ میں ایڈیٹر اہلحدیث کو جواب لکھنے کے لئے عرض کردی ہے لیکن ایک امر ایڈیٹر صاحب کے مضمون جو آپ کے متعلق باقی رہ گیا ہے جس پر آج ہم کچھ بیان کرتے ہیں۔ جناب فرماتے ہیں کہ تہذیب اور اخلاق میں جو ترقی مسیحی ممالک نے کی ہے وہ مسیحی مذہب کو ساتھہ لیکر نہیں کی ہے بلکہ اسکو چھوڑکر۔ واہ صاحب دانستہ غلط بحث کا نمونہ تو آپ خود دکھا رہے ہیں۔ ایڈورڈ گبن صاحب جنہوں نے کہ رومی سلطنت کے عروج و زوال کی تواریخ لکھی۔ اور جو خود مسیحی مذہب کی تایید میں نہ تھے بلکہ بطور مورخ لکھتے ہیں مسیحی مذہب کی ترقی کے بارے میں یوں گویا ہوتے ہیں کہ جب رومی سلطنت میں ظلم اور تعدی کا بازار گرم تھا اور وہ سوسایٹی اندرہی اندر گھن کھاتی جاتی تھی تب مسیحی مذہب بتدریج لوگوں کے دلوں میں خمیر کی طرح گھس گیا۔ اور گو اُس کے پاس کوئی اعلیٰ حملہ یا حفاظت کا ہتھیار نہ تھا بلکہ مخالفت میں اسکو اور بھی زیادہ نفرت ہوتا گیا آخرالامر صلیب کا فتح یاب جھنڈا رومی دارالخلافہ کے کھنڈرات میں کھڑا کردیا۔ اور پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ مسیحی مذہب کا اثر صرف رومی سلطنت کے ساتھہ محدود نہ تھا بلکہ ۱۳ اور ۱۴ صدیوں کی قومی تبدیلیوں کے بعد وہی مذہب یورپ کی قوموں کا مذہب ہے۔ دنیا کے طبقے اُس کے زیر تسلط ہیں جو تہذیب اور اخلاق میں سب سے سبقت لے گئے ہیں۔ اور انہیں لوگوں کی محنت اور جانفشانی کی بدولت اِس مذہب کی اشاعت دنیا کے تمام حصوں میں ہوتی ہے۔ اور انکی نوآبادیوں کی بدولت مسیحی مذہب ملک کے ہر ایک حصہ میں کنیڈا سے لیکر چلی تک پھیلا ہوا ہے۔ اُس کے علاوہ ہمکو یہہ دیکھنا چاہئے کہ یورپ کی قوموں میں اینگلوسکسن قوم سب پر سبقت لیگئی ہے۔ اِسکی وجہ یہہ ہے کہ وہ قوم بہ نسبت قوم مسیحی اصول پر زیادہ چلتی ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ بردہ فروشی کا بازار یورپ میں بھی گرم تھا لیکن اُس کے برخلاف مسیحیت نے اپنی آواز بلند کی حتی کہ اُس کا رواج یورپ سے بالکل مٹ گیا دور کیوں جایا جاوے اِسی ملک کے متعلق ہم تواریخ سے دریافت کرتے ہیں کہ جب یہہ ملک سرکار انگلشیہ کے قبضہ میں آیا تو پارلیمنٹ میں اِس امر کا چرچہ ہوا کہ آیا اِس ملک کو تعلیم دیجاے یا نہ دیجاوے۔ وہ جو امپیریل طبایع کے لوگ تھے انہوں نے تو یہہ سمجھا کہ تعلیم دینے سے یہہ ملک ہمارے ہاتھہ سے جاتا رہیگا لیکن مسیحی مدبروں نے اِس بات پر زور دیا کہ ہندوستان ہمارے ہاتھہ میں بطور ضمانت کے ہے ہمارا یہی فرض ہے کہ ہم لوگوں کو تعلیم دیں چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ بیشک یورپ میں بہت قسم کے عیوب اور گناہ پائے جاتے ہیں لیکن یہہ مسیحی مذہب کے فیض سے ہے کہ وہ نمک کی طرح قوم کی حالت کو بگڑنے نہیں دیتی وہ ہر ایک چیز کو آزماتی ہے اور اچھے کو قبول کرتی ہے ایڈیٹر اہلحدیث فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے جو ترقی کی ہے وہ اسلام کو راہنما بناکر کی ہے۔ لیکن تواریخ اِس امر کی شاہد ہے کہ اسلام کی راہنمائی صرف تلوار کی راہنمائی تھی ہاں ہم مان لیتے ہیں کہ اخوت اسلامی بھی ایک گر تھا جسنے مسلمانوں کو ابھارا اور ہم یہہ بھی مان لیتے ہیں کہ اوایل میں جو ترقی مسلمانوں کو ہوئی وہ بعض عیسائی قوموں کی تنبیہ کے لئے تھی جیسا کہ پرانے عہدنامہ کی تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل یہود کی تنبیہ کے لئے گاہے گاہے خدا غیر قوموں کو اجازت دیدیتا تھا کہ انپر حملہ آور ہوں اور انکو قبضہ میں لاویں لیکن اخوت اسلامی اخوت انسانی نہیں ہے۔ اخوت انسانی کے اصول پر صرف مسیحی مذہب کاربند ہوا ہے۔ تہذیب اور اخلاق کے بارے میں یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ آج کل کی اسلامی سلطنتیں جہاں کی تہیں ہیں اسکی وجہ یہہ ہے کہ سنت نبوی کے اتباع اُن کے لئے ترقی کا مانع ہے۔ ہمکو خوب معلوم ہے کہ محمد صاحب کے اقوال وافعال ایسے اصول اسلام ہیں جن میں تغیر و تبدل کو مطلق دخل نہیں ہے۔ اجتہاد وہی جائز ہے جو خلفاے راشدین کی بنیاد پر سینہ بسینہ قدیم چلی آئی ہے۔ ہمکو یہہ بھی معلوم ہے کہ سنت اجماع اور قیاس کے اسناد صرف صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین قایم کر گئے ہیں کوئی اجتہاد انکی تقلید سے خارج نہیں ہے وغیرہ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ترقی کی جگہ انسان کو غلام بنا دیا ہے۔ مگر آجکل ہندوستان کے اہل اسلام جو ترقی کرتے نظر آتے ہیں تو وہ موجودہ روشنی کے فیض کے سبب سے ہے نہ کہ سنت نبوی کے اتباع کرنے کی وجہ سے۔ اس کے برعکس مسیحی مذہب غلامی کی بجاے انسان کو آزاد کرتی ہے چنانچہ یہودیت کی ظاہری رسومات اور پابندیوں سے اُس نے انسان کو رہا کیا۔ اور اسی طرح موجودہ زمانہ میں بھی وہ ہندو اور مسلمان دونوں کو برے دستورات کے چھوڑ دینے پر زور دے رہا ہے۔ اور تعلیم النسوان اور ذات پات کو توڑنے اور گرے ہوئے انسان کو اٹھانے پر زور دیتا ہے*

سیالکوٹ کی کنونشن میں حاضر ہونے کے بارے میں جو مسٹر رحمت مسیح واعظ نے اپنی کھلی چٹھی بنام ایڈیٹر نورافشان میں جو بیان فرمایا ہے اُس کے جواب میں ہم آپ سے بخوبی اتفاق کرتے ہیں اور انکو یقین دلاتے ہیں کہ اس کا کوئی نہ کوئی انتظام ضرور کیا جاویگا۔ اور ہماری دعا ہے کہ سیالکوٹ کا کنونشن تمام پنجاب کے لئے مفید ثابت ہو*



مراسلات

خوشا کنونشن

اے جام الفت عیسیٰ کے سرشارو اور اے عاشقان اللہ و دل دادگان محبوب و نجیٔ عالم! کچھ خبر ہے کہ عالم میں کیا ہو رہا ہے؟ تعجب ہے اگر کوئی دل ابھی تک خواب غفلت میں سو رہا ہے۔

کچھ جانتے ہو کہ کون سیمیان جہان ویلکم کے نغمے گا رہے ہیں کچھ خبر ہے کہ کون اخبارات ہند چکاچوند کا عالم بنا رہے ہیں کیسے شہرۂ آفاق نامہ نگاران عالم میدان تحریر میں رنگ برنگی گلہائے مضامین کے باغ لگا رہے ہیں کہیں شاہ کامگار کے جشن دربار کی خاطر لوگ بجائے تخت دلوں کو سجا رہے ہیں۔

قطعہ

پچ بنا دو بہاری یہہ تماشا کیا ہے
کس کے اقدام کی خاطر ہے یہ طرز بیان
در اصل ہے یہ کنونشن برکات اثر
جسکا جلوہ ہوا دنیا میں ہے اب نور فشان

یہہ سیالکوٹ کنونشن کی آمد کی تیاریاں ہیں ۱۳ ستمبر مبارک ترتیح برکتوں کا معین وقت اب نزدیک ہے اب کون خاموش بیٹھا رہیگا۔ ؎

کرو ندا اے عزیزو وقت تیاری ہے اب
ترک کیجے خواب غفلت وقت بیداری ہے اب

اٹھے اٹھے آنکھیں نہ ملتے رہئے۔ دن بہت چڑھ آیا آفتاب صداقت بلند ہوا دوپہر ہونے آئی۔ ؎

ہو گئے طالب وصل مسیحا عاشقان کب تک
رہیگی چشم ولیکن یہہ بھری خواب گران کب تک

بیدار ہو جئیے بیدار رہئیے۔ طالبان دیدار یسوع پکار رہے ہیں اخبارات للکار رہے ہیں۔ مبشر واعظ اور مشیر وارث الدین صاحبان غلغلے ہا ہا کر اٹھا رہے ہیں۔ اب بھی نہ جاگے تو ایسی نیند پہ بھی حرف

ہاں لیکن بیدار ہو کر رک گیا؟ پیارو ہوشیار ہو کر سیالکوٹ میں رونق افروز ہو گے۔ وہاں ہمارے خداوند یسوع مسیح کا شاندار و جلالی دربار ہونے والا ہے۔ وہاں روحانی جنگ بڑے زور شور سے ہوگا ابلیس وہاں پریشان و سراسیمہ ہوگا۔ اور خداوند جلالی تاجدار و رونق دربار ہوگا۔

وہاں پینتیکوست کا نظارہ دیکھو۔ وہاں روح القدس کا انعام پاؤ۔ برکتوں کا خزانہ لوٹو۔ بقول واعظ خالی جاؤ اور بھر آؤ۔ یہہ دو فقرے اپنی عملی زندگی میں اصولاً لئے رہو (۱) میں نہیں ہوں (۲) یسوع تو ہے۔ اور یہہ تمنا ہر دم اپنے دلوں میں رکھے رہئے کہ اے یسوع میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔

تو وہاں وہی جلوہ نظر آویگا جو موسیٰ کو طور پر نظر آیا۔

اچھا تو یہہ تو کہئے کہ رہبر کسے بناؤ گے۔ عشق حقیقی کو عزیزو ساتھ لے چلو عشق کی لگن لگی رہے۔ اور عشق الٰہی میں مگن رہو۔ عشق کے بندے عشق کی گیتیں گاتے چلیں۔

غزل (۱)

عشق کے بندے ہیں ہم رہبر ہمارا عشق ہے
جان و ایمان عشق ہے عیسیٰ کا پیارا عشق ہے
عشق کنجی ہے ہزاروں مخزن اسرار کی
کر دیا لاکھوں راز پنہاں آشکارا عشق ہے
عشق کے رستے پہ عاشق ہوں نہ محتاج عصا
اُن کا رہبر عشق ہے اُن کا سہارا عشق ہے
عشق ہے مولا ہمارا عشق کے بندے ہیں ہم
دل ہے جائے عشق اپنا جسم سارا عشق ہے
دل کے کانوں سے سنو آواز عیسیٰ عاشقو
چھپ کے اس پردے میں یہ کسکو پکارا عشق ہے
کہدو اُس محبوب سے ہوں عشق کی بیمار میں
آ میرے بستر پہ یسوع جس کا چارا عشق ہے
ہو گرم شوکت لحاف عشق عیسیٰ اوڑھ کر
سردی عصیاں میں آتش کا شرارا عشق ہے

پیچھے کے قیاس دنیا کے خیال۔ دلی وسوسے۔ ناامیدی کی تصویر۔ خود غرضی کا نقشہ۔ خودی کا عالم چھوڑ کر آئندہ کی آواز آسمانی برکتوں کی خواہش۔ روحانی تصور۔ اطمینان کامل خود انکاری کا لباس زیب تن کر کے۔ فروتنی کا جامہ پہن کر خداوند جلال کا استقبال کرو۔

غزل (۲)

جو کوئی شوق یاد چشم مست یار میں جھومے
وہ کیوں بدست ہو کر خانۂ خمار میں جھومے
غبار خود پرستی و خودی و بغض و کینہ سے
صفا دل مثل آئینہ نڈر دربار میں جھومے
تو گر طالع دل اب صاف اے عیسیٰ گناہوں سے
یہ بادل سے ہیں جو دامن کوہسار میں جھومے
پلادے جام الفت اس قدر عیسیٰ مئے حق کی
کوئی دروازے پہ جھومے کوئی بازار میں جھومے
دکھائے وہ کرشمہ اپنی چشم مست کا ساقی
اگر صوفی بھی ہو تو مستی سرشار میں جھومے
یہہ کس کا جلوۂ مستانہ تھا ایسا سرور افزا
کہ نخل باغ اپنے جوش برگ و بار میں جھومے
ثنائے عیسیٰ میں جاری رہے جو وجد کا عالم
تو ممکن ہے کہ اک عالم تیری گفتار میں جھومے
تو مدحت مسیحا سے کرے تسخیر اک عالم
تعجب کیا جو اک جادو ترے اشعار میں جھومے
بنا گلدستے گلہائے مضامین کے تو وہ شوکت
کہ ہر اک بلبل عیسیٰ اسی گلزار میں جھومے

غزل فارسی (۳)

بقول واعظ

بے فنائے خود میسر نیست دیدار یسوع
بے فروشد خویش را دل خریدار یسوع

حاجت چیزے نے دارد طلبگار یسوع
جز خیال باریابی بہر دیدار یسوع

عندلیبان دل از فرط سرور وصل گل
مے نمایند رقص در راحت بگلزار یسوع

چیرے دانی خفتۂ غفلت کر ماد رسیاہ کوش
مے سویم از بہر دید جش در بار یسوع

گر تو خواہی دید یسوع کشتہ کن اول خودی
بے فنائے خود میسر نیست دیدار یسوع

قدمبوسی گر تو مے خواہی ز خود انکار کن
مے زو شد خویش را اول خریدار یسوع

عاشقان در وجد و قصد طالبان در بے خودی
چون زہرہ گوش کردہ شیرین گفتار یسوع

صاف باطن و تہی دل ہم فرو تن جان عزیز
قابل برکات مے گردد بدر بار یسوع

ہر مریض عشق را امروز صحت رو نمود
وار چوں مژدہ وصال آن کشف الاسرار یسوع

خش تبلبل شگفتا غنچہ سر بر شاخ گل
گر شوی آن دل بخوان در حمد اشعار یسوع

خداوند یسوع مسیح میں آپکا خادم خاکسار ایم۔ جے شیفن سن ٹرکت
ٹلوری کلرک دفتر ریلی بگوز ایجنسی سرگودہ پنجاب ؛

فضیلت

فضیلت کا پہلا نمبر اخبار نور افشان مورخہ ۹ اگست میں شایع ہو چکا ہے اور تمہید میں بیان کیا گیا ہے کہ طریق استدلال خوز عبارت کی رنگینی اور قیاسی دلائیل اور کسی قسم کے منطق پر نہیں بلکہ صورت واقعی اور حقیقت حال پر ہے جو نص قرآنی سے ثابت ہو۔ اور اِس کی وجہ مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کی بنا پر اُن کے عقاید کی پاسداری اُن کی خاطر مبین ہوئی ہے یعنی صرف از روے قرآن ؛

راقم جیون جیون قرآن کا مطالعہ غور سے کرتا ہے یہہ حقیقت حال زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ صرف مسیح ہی ہے جو سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ کئی بزرگان سلف بھی قرآن کا بغور مطالعہ اِسی بنا پر کرتے ہونگے کہ اُسمیں جو کچھ مسیح اور کتب سابقہ کی نسبت کہا گیا ہے وہ نری مخالفت ہی نہیں بلکہ بہت کچھ ہے جو بھی صداقتوں کی نسبت اُن صداقتوں کے بانی نے اپنے باطنی ید قدرت سے محفوظ رکھا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل آیات ۱۰۸ و ۱۰۹ میں لکھا ہے کہ "اہل کتاب تو اِس قرآن کی بڑی عزت کرتے ہیں" کیون نہ ہو جس حال کہ قرآن شریف ہمارے خداوند مسیح کو سب سے افضل اور اعلیٰ ظاہر و باہر کرتا ہے اور یہہ صداقت ایسی اظہر من الشمس ہے کہ مخالف کی تمام کوشش اِس کے آگے لا حاصل ہے۔ ہم صرف اِسی بات سے دلچسپی رکھتے ہیں اور اِسی بات کی عزت کرتے ہیں بعض مسلمان بھائی کہا کرتے ہیں کہ عیسائیوں کو قرآن کا احسان مند ہونا چاہئے کیونکہ اِسمیں مسیح کی بہت تعریف اور توصیف بیان کی گئی ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ اہل اسلام کو قرآن شریف سے پوچھنا چاہئے کہ اے مصحف شریف یہہ کیا بھید ہے کہ آپ بہ نسبت تمام انبیا و رسل کے مسیح کی فضیلت بیان کرنے میں رطب اللسان ہیں اور کسی دیگر کے نہیں ؛

صرف از روے قرآن

محمد صاحب ہماری مانند بشر ہیں حم سجدہ آیت ۵	مسیح۔ اللہ کا کلمہ ہے سورہ آل عمران ۳۴ و ۴۰۔ ایضاً وہ کلمہ اور رسول اللہ کی روح ہے سورہ نساء ۱۶۹ تا ۱۷۰ آیات
محمد صاحب اپنی جان کے لئے بھلے برے کا مالک نہیں۔ سورہ اعراف ۱۸۸	ایضاً۔ عیسیٰ پر ایمان لاتے ہی اگر موت آجاوے تو جان سلامت ہے دیکھو حبیب النجار کیسا لاجو بقول قرآن حواریون کے وسیلہ عیسائی ہوا اور اُسی وقت بت پرستون کے ہاتھ سے مارا گیا فوراً بہشت میں چلا گیا سورہ یٰسین ۱۲ تا ۲۲ آیات
محمد صاحب صاحب معجزات نہ تھے سورہ بنی اسرائیل ۹۱ آیت	ایضاً۔ اُس نے مردے جلائے اور اندھون کوڑھیون کو چنگا کیا اور غیب کی خبریں دین دیکھو آل عمران ۴۳ تا ۵۳ ؛
ایضاً۔ رحمن کا بیٹا وہ نہیں۔ زخرف ۸۱ میں لکھا ہے تو کہہ (یعنی اے محمد) اگر رحمن کا کوئی بیٹا ہو تو میں اُس کا پہلا عابد ہونگا۔ یعنی بیٹا اللہ کا الوہیت رکھتا ہے اِس لئے لایق عبادت ہے ؛	ایضاً واضح ہو کہ قرآن میں جہاں کہیں ابن اللہ کہنے پر اعتراض ہوا ہے وہ جسمانی ناطہ نسبت اور تولید کے خیال کے برخلاف ہوا ہے ہم بھی ایسا بیٹا نہیں مانتے جو کہیں انجیل میں لکھا اور نہ کسی عقاید نامہ میں اور نہ کوئی عیسائی کبھی ایسا بولا اور جو ایسا بولے وہ کافر ہے۔ لیکن روحانی معنوں میں بیٹا اللہ کا قرآن بھی مانتا ہے۔ دیکھو سورہ زمر آیت ۶ سورہ زخرف آیت ۸۱ ؛

اب ناظرین خاصکر اہل اسلام صاحبان آپ قرآن شریف کے اصل مضمون کے برخلاف تفسیر اور تاویل بیجا کی تلاش نہ فرماویں اگرچہ ہم مسیحی لوگ عیسیٰ مسیح کو انسان بھی مانتے ہیں اور اگر ہم انسان نہ مانتے ہوتے تو قرآن شریف کا یہہ اعتراض کہ وہ کھاتا پیتا اور تھک جاتا تھا ہم پر اثر کر سکتا تھا لیکن کیا آپ اپنی فخر کے مطابق اُس کی تابعداری افضل جانتے ہیں جو نہ صرف بشر بلکہ اللہ کا کلمہ اور اللہ کی روح بھی ہے یا صرف ہماری مانند بشر کی کیا آپ اپنی جان بچانے کیلئے چن لینگے جس پر ایمان لاتے ہی اگر موت آجاوے تو فوراً بہشت کا دروازہ کھلا ہو جاوے۔ امید ہے کہ آپ اِس بات کو نہ بھولینگے کہ یہہ جو کچھ بیان ہو رہا ہے صرف قرآن ہی سے ہو رہا ہے ؛



ایک عیسائی کے ذریعہ سے آپکی خدمت میں پیش کیا جاتا ہو۔ کیا آپ اُس کو قبول کرینگے جسکی بابت صاف اور صریح قرآن میں لکھا ہو کہ اُس نے مُردے جلائے اور اندھوں وکوڑھیوں کو چنگا کیا یا آپ اپنے باپ دادوں کی پیروی میں اُس کو مانینگے جسکا ایک بھی معجزہ صاف وصریح تو بجائے خود رہا دلیل سے بھی ثابت نہیں ہو اگر طلالت کا خوف نہ ہوتا تو ایک پوری فہرست اُن آیات کی پیش کیجاسکتی تھی جنپر علما اسلام بہت چون وچرا کرتے ہیں پر صورت واقعی وحقیقت حال کے طورپر ایک شمہ بھی معجزہ کا نہیں ہے ہان اگر کوئی حضرت محمد صاحب کی پیش گوئی ہے جو بالکل سچ ہے تو وہ یہ ہو جو سورہ کہف آیت ۵ میں موجود ہو کہ "اے محمد تو اپنی جان گھونٹ کے مرجائیگا تو بھی مسیحی لوگ مسیح کو اللہ کا بیٹا کہنا نہ چھوڑینگے" ۔

الراقم مسلمان بھائیون کا خیرخواہ میر عالم خان انڈیرہ بابا نانک

ریل کے مسیحی مسافروں کیلئے پانی کا انتظام

پنجاب پر خدا کے فضل سے مسیحیون کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اِس مردم شماری سے جو پانچ سالہ ہوئی ہے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کے مسیحیوں کی تعداد چودہ ہزار تک پہنچ گئی ہو۔

ریل پر مسلمان اور ہندوؤن کیواسطے پانی کا انتظام تھا پر مسیحیون کیواسطے کوئی انتظام نہ تھا۔

پادری ہولڈن صاحب نے ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ ملتان کو لکھا اور انہوں نے مہربانی کرکے بموجب اپنی چٹھی نمبر ۱۳۵۷/۴ مورخہ ۱۷ اگست سنہ۱۹ء حکم دیا ہو کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ گوجرہ اور سانگلہ کے سٹیشنون پر عیسائیون کیواسطے پانی کے گھڑے رکھے جاویں۔

اگر دوسرے علاقون کے مسیحی بھی کوشش کرین تو یقین ہے کہ پنجاب کے بڑے بڑے سٹیشنون پر مسیحیون کے واسطے جلد بہت ہو سکتا ہے۔

(وارث الدین)
گوجرہ

جناب عالی

تسلیم۔ کیا آپ مہربانی کرکے مندرجہ ذیل واقعہ اپنے اخبار بے بہا میں درج کرینگے۔ گوجرے میں ایک شخص بزرگ نیک خصلت عیسائی ہو جس کا نام اخبار میں درج کرنے کی اُس نے اجازت نہیں دی ہے وہ بغیر دوائی کے خواہ کسی قسم کا مریض ہو چنگا کردیتا ہے یسوع مسیح کے نام پر۔ ۲۴ر اگست سنہ۱۹ء بوقت سات بجے صبح کے ایک شخص جو کہ اکثر گھر میں آیا کرتا ہے اُس شخص کا نام جواہر ہے کھیتی میں کام کرتا ہے اکر مجھے کہنے لگا کہ میں آج تم کو سارا دن نہیں مسکتا کیونکہ میری کمر میں سخت درد ہوتی ہے سو میں سنگھیاں لگواونگا مین نے اُسکو کہا کہ چلو چلو میں تمہیں اُس شخص کے پاس لے چلتا ہون جو بغیر دوائی کے مریض کو اچھا کردیتا ہے وہ شخص دعا میں مشغول تھا میں اُسکو بٹھا کر واپس گھر چلا آیا بعد ازان وہ مریض مرے پاس آیا میں نے حال پوچھا کہ کیا ہے اور تم نے کہا تھا کہ میں سارا دن تم کو نہیں مسکتا اب کس طرح آنا ہوا کہنے لگا کہ میں دعا کے ذریعہ چنگا ہوا ہوں میں حیران اور پریشان رہ گیا پھر میں اِس بزرگ کے پاس گیا میں نے کہا جناب وہ مریض چنگا ہو گیا وہ خاموش ہوگیا بزرگ روزہ بھی رکھتا ہے غالباً اگر میں نے نام کے لئے زور دیا تو ضرور درج کرکے آپ کی خدمت میں روانہ کرونگا۔ امید قوی ہے کہ آپ درج کرکے ممنون فرماوینگے کیونکہ عیسائیون کے خیالات ظاہر کرنے کے لئے آپکا ہی کا اخبار ہے فقط نام کی کسر ہے۔

الراقم ایگزنڈر غلام قادر مقام گوجرہ ضلع لائیل پور

غزل

(از نتایج طبع خاکسار جارج ملٹن تائب لودیانوی)

دل عاشق کو جستجو ہے تیری
لب پہ آئے عیسٰی گفتگو ہے تیری

دید کی سب کو آرزو ہے تیری
دھوم عالم میں چار سو ہے تیری

باغ عالم کو تجھ سے رونق ہے
گل وغنچے میں بھینی بو ہے تیری

کون ہمسر ہے تیرا اے عیسٰی
بڑھ کے نبیوں سے آبرو ہے تری

تیرے آگے ہو ذکر یوسف کیا
شہرت حسن کو بکو ہے تیری

تیرے محکوم سب ہیں خیل البشر
ذات ہمتائے ذاتِ ہو ہے تیری

لطف کو میں کیون نہ حاصل ہو
شکل تائب کے روبرو ہے تیری

غزل دیگر تائب لودیانوی

یہ دل لے کے تجھ سے ملا چاہتا ہون
میری آرزو دیکھا کیا چاہتا ہون

نہیں کام کچھ دیر وکعبے سے مجھ کو
جدھر لے چلے تو۔ چلا چاہتا ہون

جو بخشے تو رحمت نہ بخشے گلہ کیا۔
بہرحال تیری رضا چاہتا ہون۔

صدا تم بازنی کی جو مژدہ لعذر
ترے لب سے میں بھی سنا چاہتا ہون

نہیں ہے جہان میں بھروسہ کسی پہ
تیرے فضل کا آسرا چاہتا ہون

ہے زوروں پہ بحر معاصی مسیحا
سنبھالو سنبھالو بہا چاہتا ہون

میں عصیان سے ہوکر کے تائب مسیحا
تیرے در پہ آکر گرا چاہتا ہون

راقم خاکسار جارج ملٹن
تائب لودیانوی

زمیندار اور کسان

از طرف جے۔ برسکو۔ مشن اسکول بارہ بنکی

ایک زمیندار جو کہ سب کا مالک ہے اور جس کے پاس روپیہ اور زمین اور تمام چیزیں موجود ہیں۔ اُس کے سچے اور حقیقی کسان اُسکے حکم کی فرمانبرداری کرتے اور اُس کے احسانمند ہوتے۔ اس زمیندار نے اپنے کسانوں پر بڑی مہربانی کی وہ اپنے کسانوں کو اپنی جانب بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تمکو ایک عمدہ زمین دونگا جسمیں کہ ہمیشہ کی خوشی اور چین موجود ہے اُس کے چاروں طرف مقدس گروہین کا پہرا موجود ہے کہ اُسمیں شیطان اور اُس کے لوگوں کا گذر ہونا بڑا محال ہے اُسمیں طرح طرح کی خوشیاں موجود ہیں کہ جنکی تعریف زبان اور قلم سے باہر ہے۔ وہ زمین جو ہے سو تمہارا دل ہے اسکو جوتو بوؤ اور کلام کے پانی سے سینچو تمہارے واسطے اور تمہاری اولاد کیواسطے کافی ہوگی اگر اسکو عمدہ طور پر استعمال کروگے تو تم سے اُس کا لگان نہ لیا جاویگا یوں تمہارے بڑے عمدہ پھل نمود ہونگے جب تم اسکو ایمان کے ساتھ جوتوگے تو یہہ حصہ تمہارا ہے ورنہ یہہ دل زمین تمسے چھین لی جاویگی اور اس کا تمام لگان اول سے آخر تک تم سے لیا جاویگا یوں تمہارا بڑا نقصان صادر ہوگا آخر کو بربادی ظہور میں آویگی مسیح زمیندار کی بات مانکر کئی کسانوں نے اس دل زمین کو لیا اور کہنے لگے کہ کیا عمدہ زمین ہمکو زمیندار نے عطا کی اس کا شکریہ تہ دل سے کرنے لگے مگر تھوڑے یوم تک کسانوں نے اس زمیندار کی بڑائی کی اور اسطور سے اپنی زندگی بسر کرنے لگے تھوڑے عرصہ کے بعد ایک جانی دشمن ان کسانوں کے پیچھے پڑا اور وہ انکی بڑائی کرنے سے جل گیا اور حوا کے پاس گیا اور اس کو بہکایا اور زمیندار سے اُسے منحرف کیا اور اس کے حقمیں بُری باتیں کہیں جس سے اُس کے کسان اسکی جانب سے برگشتہ ہوگئے اور پھر زمیندار کی کسی بات کے شنوا نہوئے اور خود مختاری کو کام میں لاکر ضدی ہوگئے اور زمین کو ترک کردیا اور گناہ آلودہ ہوگئے اور دل زمین کے گرد جو کہ ہیں احاطہ بندی کئے ہوئے تھے چلے گئے اور انواع اقسام کے جنگلی جانوروں نے اگر اُسمیں بود و باش اختیار کرنے لگے وہ جانور یہہ ہیں۔ جھوٹ۔ بے ایمانی۔ لالچ۔ فریب۔ خون۔ چوری۔ حرامکاری وغیرہ انہیں جانوروں سے اس دل زمین کو گھیر لیا اور صدہا خراب باتیں اس دل زمین سے اُگنے لگیں یوں وہ بنجر ہوگئی کسان اُس دشمن کے بہکانے سے عمدہ کسانی چھوڑ کر گناہ کا تخم بونے لگے جس سے انکو بدن تکلیف ہونے لگی یوں عیش و عشرت جاتا رہا کسانوں کی چال اور رفتار زمیندار سے نہ چھپی تھی کیونکہ یہہ زمیندار بہت عمدہ طور سے ہر ایک کسان کے حال کو جانتا ہے آپ اس زمیندار کے انصاف پر غور فرمائیگا کہ وہ اپنے چپراسی کو بھیجکر کسانوں کے گناہوں کے باعث سے انکو پکڑوا کر لیتا ہے جو اسکی مرضی کے خلاف کام کرتے ہیں انکو جیلخانہ میں ڈالتا ہے اور اُس کی روح کو اُس کے جسم سے علیحدہ کرتا ہے جس وعدہ پر انکو یہہ دل زمین عطا کیگئی تھی انہوں نے اُس کے وعدہ کو پورا نکیا اب سزا کے مرتکب ہوئے۔ سزا دینے سے قبل زمیندار کسانوں کو گناہوں سے چھڑانے کی کوشش کرتا ہے کہ اُس نے اپنا پیارا بیٹا بخشا کہ اُن کو سمجھادے یوں اُنکی دل زمین پھر بخشی جاویگی جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہوگا۔ اے کسانوں یہ زمیندار تمہاری بُری چال سے کب تک تمہارا صبر کریگا آخر میں تمہیں اس دنیا فانی سے اوٹھا دیگا تب تم اپنے دلوں میں کہاں سے آرام پاؤگے۔ زمیندار کے نبیوں اور رسولوں نے تمکو بار بار سمجھایا تو بھی تمنے کوئی بات نمانی اور اپنی خودی کو نہ چھوڑا زمیندار نے طرح طرح کی صورتوں سے تم پر ظاہر کیا تو بھی تمنے اُس پر بھروسہ نہ کیا اور اُسکو ناراض کیا۔ یوں تمکو بےچینی ہوگی تمکو لازم ہے کہ نامناسب باتوں سے پرہیز کرو۔ کسانوں کو ابتک ہوش نہیں ہے افسوس افسوس کسانوں کے کہیت کی کیا حالت ہوگی۔ جب کسان کسی قدر ہوش میں ہوگئے تو اپنے دل زمین کی محافظت کیواسطے خندق کھودے اور تمام نفسانی باتوں کے نکالنے کی کوشش کرنے لگے مگر دل زمین ایسی سخت ہوگئی کہ کسان کھودتے کھودتے تھک گئے کیونکہ نجس باتوں نے زیادہ زور پکڑ رکھا ہے گناہ آلودہ باتوں کو دور کرکے دل زمین کو دیکھکر خوش ہونے لگے اور کہنے لگے کہ زمیندار جب آویگا تو خوش ہوگا۔ مگر اُن ہی نجس باتوں کے باعث سے مجبور ہو جاتے ہیں یعنی وہ دوبارہ اگتے ہیں جیسے گہاس جو آج کاٹی جاتی ہے اور کل پھر ہری ہو جاتی ہے یوں فکرمند ہوتے ہیں جن گناہ کی گہاس کے اوکھاڑنے کی کوشش کرنے سے کیا فایدہ جب یہ نا امیدی کسانوں کے دل میں آئی تو اُسی وقت یسوع مسیح تسلی دیتا ہے کہ اے کسانوں مت گھبراؤ گو کسانی کا کام بہت مشکل ہے تو بھی ہم سب جو کسان ہیں مسیح کے طفیل سے عمدہ زمین کو حاصل کرتے ہیں جس سے کسانوں کے دل میں بڑی تسلی ہوتی ہے کسان مسیح کے خون کے پانی کو حاصل کرکے اس دل زمین کو سینچا اور دل محبت سے جوتے اور بوئے ایسی زمین کے ذریعہ سے عمدہ تخم ملتا ہے یوں اپنے کسانی کے تمام کاموں کو بجا لاکر اُنہیں چوکیدار بیٹھاؤ جو اس دل کہیت کی بچی چوکسی کرسکے تاکہ چرند شیطان اس دل زمین کا کوئی نقصان نکرے یوں اس دل زمین سے جو پیدا ہوگا عمدہ اور بے عیب ہوگا اور اپنی دل انباری میں اپنے حاصلات کو جمع کرو اور مقدس فرشتوں کے ہمراہ خوشی میں شامل ہوگے جس وقت زمیندار کسانوں کی جانچ کرے اور اس کی جانچ میں پورے نکلے تو خوش ہوگا اور کہیگا کہ تو نے اپنی زمین کی بڑی چوکسی کی اس لئے یہہ زمین میں تجھ سے نہ لونگا اور اُس کے بالعوض ایک عمدہ زمین اور عطا فرماویگا جس سے تمہاری ترقی ہے ہم تمام بنی آدم ہیں سو کسان کی مانند ہیں اور ہمارا دل کہیت ہے جو ہمکو خدا سے عطا ہوا ہے جسمیں ہم اپنی کاشتکاری کرتے ہیں۔ کاش کہ عاقبت میں ہم میں سے کوئی بھی ایسا بیوقوف کسان نہ نکلے کہ کہے کہ اہا اوہ بیوقوف کسان میں ہوں مجھکو اس عذاب سے کون بچا دیگا پس ہمکو لازم ہے کہ ہم اپنے مسیح زمیندار کی کامل فرمانبرداری کریں کہ ہم اُس کے وسیلے سے ہمیشہ کی خوشی میں شریک ہوویں آمین ✢

زمانہ ساز مسیح

آجکل چونکہ زمانہ آزادی کا ہے اس واسطے کئی ایک پڑھے آدمی روپیہ جمع کرنے کے لئے کئی ایک وسایل اختیار کرتے ہیں مگر سب سے اچھا وسیلہ تو وہی ہے جسمیں بہت سے آدمی مطیع



ہوں سو وہ سوائے ایک طریقے کے حاصل ہو ہی نہیں سکتا ہو دیا ہے؛ اُس کی مثال تو ہمارے سامنے اِس زمانے میں موجود ہے شاید سب نے اِس میرزائے قادیانی کی نسبت سنا ہو گا کہ اُس نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے روپیہ کو افراط سے جمع کرنے کے لئے۔ وہ کیسے لنگر خانہ کھول دیا۔ مدرسہ جاری کرایا کبھی تو براہین احمدی چھپوائی اور ۲۵ روپیہ قیمت رکھ کر لوگوں کو اُس کی جسامت کا دھوکا دیکر روپے وصول کئے اور ایک بے سوالی کتاب روانہ کر دی۔ بہشتی مقبرہ بنوایا جو کہ جاہلوں کو پھنسانے کا اچھا طریقہ ہے؛ کبھی مسجد تیار کروانے کا حکم دیا غرض اس طرح سے کوئی نہ کوئی چیز قادیان شریف میں نمودار ہوتی ہی رہتی ہے اس کے پسران کیواسطے ہر ایک احمدی پر چندہ لگایا اور چندہ نہ دینے کی حالت میں اپنی جماعت سے خارج کروانے کا حکم دیا پھر وہ کون ہے جو چندہ دینے سے انکار کرے پس ہر فی کس اوسط ہو جاتی ہے شاید پانچ لاکھ کے قریب اُس کے مرید ہوں گے اس حساب سے کوئی ...۱۲۵ روپیہ ہو جاتا ہو گا باوجود اتنا وصول ہونے کے بھی ہر کے کئی ایک پرچے لوگوں سے چندہ مانگنے میں بیاہ کئے ہوئے ہمارے پاس موجود ہیں۔ انکا روزانہ خرچ کوئی ۱۴ روپیہ تک ہو سکتا ہے؛ پس زیادہ حصہ تو میرزا صاحب کی عیش و عشرت میں اور یاقوت کی معجونوں کے کھانے میں خرچ ہوتا ہو گا۔ مدرسہ جاری کیا تو کیا سرکار کی طرف سے اُس کو کچھ امداد نہیں ملتی اگر انکو اپنا روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے اگر ایسا ہو تو وہ سکول سکول کے نام سے کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

اگر ایسا ہے تو پھر سکول کے لئے بھی علیحدہ لگا ہوا ہے وہ بھی تو مرزا صاحب اور اُس کے حکیم الامت کے کام آتا ہو گا پھر ایک اور غرض ہے جو کہ سب سے بڑھکر کامیابی کا وسیلہ بن رہی ہے وہ مقبرہ بہشتی ہے جسمیں کہ میرزا صاحب کو خداوند کی طرف سے الہام ہوا کہ جو کوئی اسمیں دفن ہو گا بہشتی قرار دیا جاویگا۔ مگر خداوند کا حکم یہ بھی ہے کہ دسواں حصہ اپنی جائیداد کا مرزا صاحب کے نام (وقف) کریں اور پھر جس پر اُس کا کوئی اختیار نہیں رہتا اس طریق سے بھی روپیہ کافی مقدار میں جمع ہو جاتا ہے۔ بھلا کوئی عقلمند آدمی خیال کر سکتا ہے کہ کسی خاص زمین میں دفن ہونے سے کوئی آدمی نجات پا سکتا ہے۔ یہ وہی قادیان ہے جسمیں کہ طاعون پڑتی رہی اور ہیضہ وغیرہ اپنا زور دکھلاتا رہا۔ اِس طریقے کو اختیار کرو ۔

راقم حاکم رائے مشن ہائی سکول گوجرانوالہ

جناب اڈیٹر صاحب

تسلیم۔ خاکسار مندرجہ ذیل آرٹیکل کو جو کہ ینگ مین آف انڈیا کے رسالے مطبوعہ جون ۱۹۰۸ء میں طبع ہوا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کر کے محض اپنے ناظرین یا شائقین کی دلچسپی کیلئے ارسال خدمت کرتا ہے۔ اور امید رکھتا ہے کہ آپ اِس کو مندرج اخبار فرما کر بندہ کو ممنون احسان فرماوینگے۔ واضح ہو کہ یہ آرٹیکل ایک تعلیم یافتہ معزز شخص کی قلم سے نکلا ہے جس نے اپنے عیسائی ہونے کے دلچسپ حالات بیان کئے ہیں۔ خاکسار کو امید ہے کہ ناظرین ضرور اِس سے مستفیض ہونگے ۔

میں کسطرح مسیحی ہُوا؛

مَیں رائے بہادر سی۔ ڈبلیو تموتھرن صاحب بی۔ اے جی ایل کا سب سے چھوٹا فرزند ہوں۔ میرا والد مدراس کے اکونٹنٹ جنرل آفس کا بہت مدت تک سپرنٹنڈنٹ رہا تھا۔ اُس کی محنتوں کے صلہ میں گورنمنٹ نے اُسے رائے بہادر کا خطاب دیا میرا والد ایک پکا ہندو اور مذہب کا سخت پابند تھا۔

جب میں سن بلوغت کو پہنچا تو میں نے وکشنا پایا یعنی شواہم کے دستور کے مطابق اپنے مت میں داخل ہوا میں نے پوجا پاٹ کے فرائض یاد کئے اور گنیش کی مورت کی پوجا صبح و شام کی اور ہر جمعہ کو شوجی کے مندر میں گیا۔ میں اکثر روزہ رکھتا اور مقدس پانیوں سے غسل کرتا تھا اور کئی دفعہ ہندو تیرتھوں کی جاترا کیلئے گیا۔

میں مسیح اور مسیحی دین سے سخت نفرت رکھتا تھا۔ جس کا اصلی سبب یہ تھا کہ بعض عیسائی لڑکے جو کہ میرے ساتھ کھیلا کرتے تھے مجھے طعنہ زنی سے بت پرست کہتے تھے کیونکہ انہوں نے مجھے ایک بت کی پرستش کرتے دیکھا تھا۔ ایک مسیحی عورت نے مجھے بت پرست اور بعض وقت بے دین بھی کہا۔ جب یہ الفاظ ایک ہندو کے کان میں پڑیں تو ضرور اس کے خیالات پر اِس کا اثر ہوتا ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں دس برس کا لڑکا تھا تو میں نے اپنے گھر کی دیوار پر مسیح کی ایک تصویر اُس کے صلیب پر لٹکنے کی کھینچی۔ اور میں چند مہینوں تک ہر روز اُس تصویر کو ٹھوکریں مارا کرتا تھا۔ میں نے شروع ہی میں ایک نظم کی ٹیمل زبان میں یسوع کی پرستش کے برخلاف لکھنے کی کوشش کی میں نے ایک دفعہ ایک بیبل چوری کی جو کہ اُس بڑھیا عورت کی تھی جو کہ مجھے بت پرست کہتی تھی اور میں نے اُس بیبل کو پھاڑ ڈالا۔

۱۸۹۸ء میں میں اور میرا بھائی تعلیم کے واسطے مدراس کو بھیجے گئے اور میں فری چرچ مشن کے سکول میں دو سال بطور طالب علم کے رہا اُس سکول میں میں نے اپنے دیگر سبقوں کے ساتھ بیبل کو پڑھا جس کی چند وجوہات تھیں؛

اول کلاس میں اور امتحان میں بیبل کے نمبر دیگر نمبروں کے ساتھ شمار کئے جاتے تھے اور میں بغیر بیبل کے اچھی طرح مطالعہ کرنے کے جماعت میں اول نمبر حاصل نہیں کر سکتا تھا

دوم۔ میری نفرت مسیحی دین سے یہاں تک ہو گئی تھی کہ میں نے خیال کیا کہ تمام بیبل کا مطالعہ کرنا میرا فرض ہے تاکہ میں اِس کے تمام عیبوں سے واقف ہو جاؤں ۔

اِن دو سال کے بعد میں نے رفتہ رفتہ بیبل کو پڑھنا شروع کیا اور جو نفرت مجھے مسیح سے تھی وہ نامعلوم طور سے جاتی رہی اور میرے دل کو اس کی خبر بھی نہیں ہوئی ۔

۱۹۰۰ء میں میں نے مدراس کو چھوڑا اور اپنے باپ کے پاس واپس گیا۔ انہوں نے مجھ کو مہاراجہ کالج پدوکوٹہ میں داخل کر دیا۔ جہاں کہ میں نے ایک سال تعلیم حاصل کی۔ میرے انگریزی خاص مضمون میں بعض بیبل کی آیتیں تھیں اور اپنی کلاس میں فقط میں ہی ایک لڑکا تھا جو کہ ان آیتوں کو سمجھتا تھا۔ اور میں بیبل کے

جاننے کے بارے میں مغرور ہوگیا تھا۔

جب میں مسیح اور اُس کی اخلاقی تعلیم کا فریفتہ ہوا تو میں ایک پکا ہندو تھا لیکن میرے مذہب نے میری اخلاقی حالت کو درست نہیں کیا۔ دوسرے سال ۱۹۰۸ء میں میں پھر تعلیم کے واسطے کیمبل پور کو گیا۔ اُس سال میں نے ایک اینگلو انڈین خاندان سے دوستی کی۔ اگرچہ میں ایک اونچی ذات کا ہندو تھا تاہم میں تمام مذہبی شکوک پر غالب آیا اور اُس اینگلو انڈین خاندان کے گھر میں کھایا پیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ تمام بنی آدم خدا کے فرزند اور آپس میں بھائی ہیں۔ میرے اس ملاپ سے جو کہ اینگلو انڈین خاندان سے ہوا میری سوشیل حالت پر اثر ہوا حالانکہ میں اس وقت ہندوازم اور اُس کی رسومات کا ماننے والا تھا۔

میں نے ۱۹۰۹ء میں میٹرکولیشن امتحان پاس کیا اور میرے باپ نے مجھے بتلایا کہ اب تمہیں پریذیڈنسی کالج میں جانا چاہئے۔ میرا ایمان جو کہ ہندوازم پر تھا ایک سال کے بعد جبکہ میں کالج میں داخل ہوچکا تھا جاتا رہا۔ اِس کی تین مختلف وجہ تھیں۔ جن میں سے دو تو کالج ہی میں تھیں۔

۱۔ انگلش لٹریری سوسائٹی اور ٹمیل سنگم میں طالب علم سوشیل تادیب پر بحث کرتے تھے مثلاً مستورات کی تعلیم بچپن کی شادی بیواؤں کی دوبارہ شادی سمندری سفر وغیرہ وغیرہ

۲۔ علاوہ اِس کے ہمارا ایک اسسٹنٹ پروفیسر مسٹر اے سوباراؤ تھا جو کہ معزز اور بڑا ریفارمر تھا لٹریری سوسائٹی میں اِس کے ایڈریس اور کلاس روم میں اِس کے لکچرنے مجھے بہت فائدہ پہنچایا۔

۳۔ منجملہ اِس کے ہیں انڈین سوشل ریفارمر کا پڑھنے والا تھا جس کا ایڈیٹر مسٹر اے۔ سوباراؤ تھا۔

رفتہ رفتہ میری آنکھیں پران کے ہندوازم کے تحقیق کرنے کیلئے کھل گئیں۔ ہندوازم جس کے لاکھوں آدمی مرید ہیں اور اُس مذہب کا اقرار کرتے ہیں وہ مفید باتوں کا اپنے میں رواج دینے سے روکتے ہیں مثلاً بیواؤں کی دوبارہ شادی غیر ملکوں کا سفر اور اُس بُری رسم کا جائز رکھنا بہتر جانتے ہیں مثلاً بچپن کی شادی اور ذات کا خیال اور یہہ کہ وہ عورتوں کے حقوق کو نہیں پہچانتے۔ کیا ایسا مذہب خدا کی طرف سے ہوسکتا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال تھا جو کہ فوراً میرے دل میں پیدا ہوا۔

اسی طرح میرا وہ ایمان جو کہ ہندوازم پر تھا رفتہ رفتہ زائل ہوتا گیا۔ یہہ سچ ہے کہ میں اُس وقت اگرچہ یہہ حالت تھی تاہم ایک ہندو ظاہر ہونے کی بہت کوشش کرتا تھا۔ اور اِس کا سبب یہ تھا کہ مجھ میں اخلاقی جرأت نہیں تھی۔

میں نے اپنی تکلیفیں اپنے والد سے بیان نہیں کیں۔ کیونکہ ہندوؤں کا دستور ہے کہ لڑکا اپنے باپ کے نزدیک اعتبار اور محبت میں اتنا نہیں سکھلایا جاتا جتنا کہ اُس کی خوف اور غرت میں۔ اور باپ بیٹے کے درمیان ثالث ہمیشہ ماں ہوتی ہے لیکن چونکہ میری والدہ مدت مدید سے فوت ہوچکی تھی اِس لئے میں اپنے باپ کے پاس جاکر اپنے دل کا اظہار اُس پر نہ کرسکا۔

مسیحی دین سے زیادہ واقف ہونے کے لئے میں نے اپنی بیبل دوبارہ پڑھنی شروع کی اگرچہ میں اُس کی سچائی کو نہیں سمجھ سکتا تھا تو بھی اُس پر خیال کرتا تھا اور کسی طرح میں نے یہہ جان لیا کہ اِس کتاب میں میری ضروریات کے کچھ جواب ہیں۔

اِس اثنا میں امریکہ کے ایک پادری جارج ایف۔ پنٹکوسٹ ڈی۔ ڈی مدراس میں تشریف لائے اور ایک بڑے تمبو میں ایک ایونجلسٹک میٹنگ منعقد کی۔ میں بھی اُس میٹنگ میں ڈاکٹر پنٹکوسٹ کا وعظ سننے کے لئے گیا دوسری میٹنگ میں جبکہ ڈاکٹر پنٹکوسٹ نے اُن کو جو کہ مسیح کو قبول کرنا چاہتے تھے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ تو میں بھی کھڑا ہوگیا۔ پھر اُس نے اُن سب سے جو کہ کھڑے ہوئے تھے کہا کہ سامنے پلیٹ فارم پر آجاؤ تو میں نے کچھ تامل کیا اور پھر پلیٹ فارم پر چلا گیا۔ ڈاکٹر پنٹکوسٹ سب سے پہلے میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ اِس پلیٹ فارم پر پہلے تم آئے تھے۔ میں نے جواب دیا کہ میں مسیحی نہیں ہوں بلکہ ایک ہندو ہوں اور اِس میٹنگ میں فقط ایک امریکن پریچر کا وعظ سننے آیا ہوں بچنے کی غرض سے نہیں آیا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ میں ایک گنہگار شخص ہوں اور میں اپنے گناہوں سے رہائی پانا چاہتا ہوں۔ آپ نے مجھے مسیح کے پاس کوشش سے آنے کیلئے کہا سو میں اِس کے کرنے پر تیار ہوں۔ تب اُس نے کہا کہ درست ہے گھٹنے جھکاؤ اور دعا کرو۔ تب میں نے گھٹنے جھکائے اور اپنی زندگی میں پہلی دفعہ یوں کہا کہ اے مسیح مجھے میرے گناہوں سے رہائی دے۔ اُس وقت چند مختلف خیالات میرے دل میں آئے۔ میں نے اپنے باپ کا اور اپنی آئندہ زندگی کا خیال کیا۔

لیکن میں گنہگار تھا۔ اور میں نے مسیح سے دعا کی کہ مجھے قبول کر اور میرے گناہوں سے رہائی دے۔ جب میں دُعا سے اٹھا تو میں نے یقین کیا کہ مسیح نے مجھے قبول کرلیا ہے اور اب میں اُس کا تھا۔

اِس وقت میں اپنے باپ کا فقط ایک ہی بچہ رہ گیا تھا۔ اور وہ بوڑھا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ وہ رنج میں مرجائیگا۔ اگر اُس کو یہہ معلوم ہوگیا کہ اُس کا ایک ہی لڑکا مسیحی ہوگیا ہے۔ اور میں بھی ڈرتا تھا کہ وہ مجھے شاید لاوارث کردیگا۔ اور اگر وہ اِس طرح کریگا تو میں کسطرح تعلیم حاصل کرونگا۔ میں اپنی بیبل پڑھا کرتا اور اپنے کمرے میں خدا سے دعا مانگتا تھا۔

۱۹۱۰ء میں میرا دل کئی دفعہ بپتسمہ کا خواستگار ہوا لیکن میں جو کہ بپتسمہ پانا چاہتا تھا مگر پادری صاحب نے جن سے میں نے بپتسمہ کی درخواست کی اُس کو منظور نہیں کیا بلکہ یہہ کہا کہ بپتسمہ اقرار پر دلالت کرتا ہے اگر تم ظاہرا مسیح کے اقرار کرنے کیلئے تیار نہیں ہو تو تم بپتسمہ پانے کے قابل نہیں ہو۔ میں بیبل کو پڑھکر مسیح کا علانیہ اقرار کرنے کی مضبوطی کیواسطے خدا سے دعا کرتا رہا۔

اُس وقت میں ایف اے کا امتحان نزدیک آگیا اور مجھے اُس کے واسطے اپلیکیشن بھیجنی پڑی۔ اِس اپلیکیشن میں مجھے



بتلانا تھا کہ میرا کیا مذہب ہے۔ چونکہ میں ہندو نہیں رہا تھا اس لئے میں نے نہیں چاہا کہ میں اپنا نام ہندوؤں میں لکھاؤں۔ لیکن تاہم میں اپنے آپ کو ابھی تک مسیحی کہلانے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ حالانکہ میں حقیقت میں مسیحی تھا۔ اس لئے میں نے بیان کیا کہ میرا مذہب ایک سچے خدا کی پرستش کرنا ہے۔ اتفاقاً کلرک نے میری اپلیکیشن کو دیکھا اور جو کچھ میں نے لکھا تھا اُس پر نوٹ کر کے اپلیکیشن میرے باپ کے پاس لایا۔ میرے باپ نے مجھے بلایا اور جب میں اُس کے پاس گیا تو میں نے اپنی اپلیکیشن کو اُس کے ہاتھ میں دیکھا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ اُس کے کیا معنے ہیں۔ یہہ پہلا وقت تھا کہ میں نے کانپتے ہوئے الفاظ میں اپنے باپ کو بتلایا یہہ نہیں کہ میں مسیح پر ایمان لانے والا ہوں بلکہ یہہ کہ ہندو دھرم پر سے میرا ایمان جاتا رہا۔ تب اُس نے کہا کہ بتلاؤ تم کس مذہب پر یقین رکھتے ہو۔ بدھ مذہب یا مسیحیت یا محمدی مذہب پر۔ بجائے اس کے کہ میں کاغذ لیکر لکھتا میں نے جوابدیا کہ مسیحیت پر اور میں ایسا ہی کرونگا جبکہ میں ظاہرا طور سے اپنے ایمان کا اقرار کرونگا۔ میرے باپ نے جوابدیا کہ کیا اُس وقت تک تم اپنے کو ہندو کہوگے؟ بزدلی کے ساتھ میں نے کاغذ لیا اور اُس پر جو کچھ میں نے پہلے لکھا تھا اُس کو کاٹ کر یہہ لکھدیا کہ میں ہندو مذہب پر ایمان رکھتا ہوں اس کے بعد میں اپنے باپ کے پاس سے چلا گیا۔

میرا باپ مجھ سے بہت ناراض تھا۔ حتّٰی کہ تین یا چار مہینوں تک اگرچہ میں اُس کے مکان میں رہتا تھا اُس نے مشکل سے میرے ساتھ ایک درجن لفظ بولے ہونگے۔ میں اپنے نجات دہندے کا انکار کرچکا تھا اور جو تکلیف مجھے ہوئی اُس سے ظاہر ہوا کہ میں کیسا بزدل تھا۔ میں نے زیادہ دلیر ہونے کے لئے بہت دعا کی۔ تب دوسرا واقعہ درپیش آیا جس سے آخرکار انجام خیر ہوا۔ میری والدہ کو مرے دس سال گذر چکے تھے اور اُس کے بعد میرا بھائی بھی مرگیا تھا اس لئے میرا فرض تھا کہ اُس کی روح کے فائدے کیلئے اُس کا سالانہ سرادھ کروں۔ لیکن اس سال میں نے اس رسم کو پورا کرنا نہ چاہا کیونکہ اس رسم پر میرا یقین نہیں تھا۔

اس سال میری ماں کے فوت کی رسم اتوار ۲۵ دسمبر ۱۸۹۲ء کو آگر پڑی۔ دو مہینے سے زیادہ میں دعا کرتا رہا کہ میں کسی طرح اس رسم کو پورا کرنے سے بچا رہوں یہہ ایک عجیب دعا تھی جو کہ میں نے مانگی وہ دعا یہہ تھی کہ اے میرے خدا میں اس رسم کو جو کہ مسیحی دین سے باہر ہے کرنا نہیں چاہتا ہوں اے میرے خدا یہہ دن جب تک گذر نہ جائے میرے دل سے بھولا رہے اگر لوگ اس کے بعد اس کو یاد کر کے مجھ سے پوچھیں گے کہ کیوں تم نے اپنی ماں کے واسطے سرادھ نہیں کئے تو میں انہیں کہونگا کہ میں وہ دن بھول گیا لیکن اگر تیری یہہ مرضی ہووے کہ وہ دن نہ بھولوں تو میں دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے اس رسم کے پورا کرنے سے انکار کرنے کی جرأت عطا کر۔ ٹھیک ایک ہفتہ پیشتر اس دن کے جس میں میں نے اس رسم کو پورا کرنا تھا میرے باپ نے مجھے بلایا اور کہا کہ دوسرے اتوار تمہاری ماں کی فوت کی رسم ہے تمکو سرادھ کرنا چاہئے۔ اگر میرے الفاظ سے نہیں تو بھی میرے چہرے سے میرا باپ سمجھ گیا کہ میں اس رسم کو پورا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ کرسمس کی صبح کو میرے باپ نے حکم دیا کہ مجھے دوسرے دن تک کچھ خوراک نہ دی جائے کیونکہ میں نے رسم کو پورا کرنا ہے (ہندو شاستروں کی رو سے سرادھ کو پورا کرنے سے پیشتر کھانا منع ہے) نوکروں نے میرے باپ کی طرف سے اطلاع دی۔ میں گھر میں خاموش رہا۔ اُسی رات جبکہ میں اُس کمرے کے دروازے کے پاس سے گذرا جس میں میرا باپ سو رہا تھا تو میں ٹھہر گیا اور اپنے اور اپنے باپ کے لئے خدا سے دعا مانگی۔ اور سونے کیلئے اپنے ایک عیسائی رشتہ دار کے گھر چلا گیا۔ بڑے دن کی علی الصبح جبکہ برہمن سرادھ کے لئے آئے تو میرے باپ نے میری تلاش کی اور مجھے نہ پا کر میرے عوض رسم کو پورا کیا۔ وہ غصّے اور رنج میں تھا۔ اُس نے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ مجھ کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں جب تک میں مقدس راکھ کو اپنے ماتھے پر نہ لگاؤں۔

دوسری صبح کو میں نے ایک خط اپنے باپ کو لکھا جس میں میں نے بیان کیا کہ میں اس کی طرف پھرنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ رہنا اور سب باتوں میں اُس کی تابعداری کرنا چاہتا ہوں اگر وہ مجھے میری ضمیر کے مطابق صرف خدا کی پرستش کرنے کی اجازت دیوے۔ اس کے جواب میں میرے والد صاحب نے لکھا کہ سوشیل قانون ایک عیسائی کو گھر میں رکھنے سے اُسے منع کرتا ہے اور میرے باپ نے مجھ سے درخواست کی کہ میں مدراس میں بپتسمہ نہ پاؤں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اخبار اُس کے عیسائی ہونے کا تذکرہ کریں اور اُسے شرمندہ ہونا پڑے۔

پس میں جفنا کو گیا اور وہاں امتحان کے بعد بشپ کوٹ چرچ کے ذریعہ اصطباغ پا کر اُس کا ایک ممبر ہوا اور ۱۹ فروری ۱۸۹۳ء کو اتوار کے دن عشائے ربانی لی۔

میرا باپ مجھ سے سخت ناراض تھا اور مجھ سے منکر تھا لیکن میں اسکو ویسا ہی جانتا تھا جیسا کہ میں نے اُس پر یقین کیا تھا اور میں نے جان لیا تھا کہ وہ میری حفاظت کے لائق تھا اُس دن تک جبکہ میں اُس کے برخلاف نہیں ہوا۔ میں نے خدا پر یقین کیا اور میں نے جان لیا کہ وہ میری تمام ضروریات کو پورا کریگا۔ ابھی تک میرے باپ کی الفت میرے ساتھ تھی۔ اُس نے مجھے لکھا کہ میں ابھی تمکو قبول کرونگا اگر تم عیسائی پنے کے مسیحی مذہب کا انکار کرو اور ہندو مذہب اختیار کرو۔ میں نے جوابدیا کہ میں محبت تو کرتا ہوں لیکن نہ تو باپ کی محبت اور نہ زندگی عیش کا میلان میرے دل کو مسیح سے جدا کر سکتا ہے۔

میں ایک سال کالج میں رہا پیشتر اس سے کہ میں نے اپنے باپ کو چھوڑا خدا نے مجھے سب کچھ دیا جو مجھے درکار تھا۔ میں نے خدا کو آزمایا اور اُس کو ہر بات میں دیانتدار پایا۔

اگر میں اپنے باپ کو خوش کرتا اور اُس کی مرضی کے مطابق چلتا تو وہ غالباً مجھ کو انگلستان بھیجتا جہاں کہ میں اپنے پیشہ کے مطابق پوری تعلیم پاتا۔ لیکن مسیحی ہونے کے سبب میں نے اپنے باپ کی محبت اور جائیداد کو کھویا اور سول سروینٹ یا بیرسٹر ایٹ لا ہونے کے موقعے کو کھویا۔ میں یہہ سب کچھ جانتا تھا۔ لیکن میں نے دیدہ و دانستہ مسیحی ہونا قبول کیا۔ کیا عیسیٰ مسیح میں کوئی بات ہی جو ان سب نقصانات

کا عوض معاوضہ دے سکتی ہے۔

مسیح ناصری میں میں نے گناہوں کی معافی اور امن پایا یہ چھوٹی باتیں نہیں ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میرے گناہ جو بیشمار اور خوفناک ہیں پاک خدا کی یادداشت سے اُس کے بیٹے کے خون کے ذریعہ معاف ہو گئے ہیں۔ میں پاک کیا گیا ہوں۔ خدا کی توفیق مجھے عطا ہوئی ہے کہ میں بہت آزمائشوں پر غالب آؤں جو ابھی تک مجھے آگھیرتی ہیں۔ یسوع مسیح میں میں وہ نقشہ پاتا ہوں جو میری زندگی کیلئے ضروری ہے مسیح کی اُلفت مجھے خود غرض زندگی بسر کرنے کیلئے نہیں بلکہ میرے ملک ہندوستان کیلئے جینا سکھاتی ہے۔ اس واسطے نہیں کہ میں اس میں پیدا ہوا بلکہ اس واسطے کہ عیسیٰ مسیح اس کے لوگوں کے لئے موا۔ اب میری زندگی کا مدعا یہ ہے کہ میں مسیح اور ہندوستان کیلئے جیوں۔

خاکسار جارج ملٹن نائب لودیانوی

کھُلی چٹھی

بنام ایڈیٹر صاحب نُور افشان

صاحب من۔

آپکا دعوے ہے۔ کہ آپ ہندوستان میں نور کے پھیلانے والے سچائی کے مناد۔ بھولوں کو راہ دکھانے والے۔ حقیقی نور کو دنیا پر ظاہر کرنے والے۔ داعی ونجات کے مبشر۔ گمراہوں کے راہبر غرض کہ ہر طرح آپ بنی آدم کے خیرخواہ اور اپنائے جنس کے سچے خادم ہیں میں نے مانا کہ یہ سب کچھ ہے کیونکہ ایسے ہی آپ کے اعمال سے ہر ہفتہ ظہور ہوتا ہے۔ لیکن میں ایک عرض کرتا ہوں۔ اور آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا آپ نے اس خدمت کو بوجہ احسن تکمیل تک پہنچانے کیواسطے سامان و وسائل بہم پہنچائے ہوتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ دنیا کے اعلےٰ سے اعلےٰ اخبارات کی کامیابی اور شہرت کا ذریعہ صرف ایڈیٹر نہیں بلکہ اُن کے نامہ نگار ہوتے ہیں اور یہی وہ وسائل ہیں۔ جنکی بابت میں آپسے دریافت کیا چاہتا ہوں اعلےٰ اخبارات کا یہ دستور ہے۔ کہ ضرورت کیوقت لڑائی کے موقعہ پر یا بڑے جلسوں کی تقریب پر اپنے خاص نامہ نگار بھیجتے ہیں جو سچے معلومات کا اعلےٰ ذخیرہ حاصل کرکے پبلک کی نظر میں ہر دل عزیز اور قابل قدر ہوتے ہیں۔ کیا آپ نے بھی کوئی ایسے نامہ نگار مہیا کر رکھے ہیں؟ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ نہیں۔ کیونکہ گذشتہ سال سیالکوٹ کنونشن پر آپکا کوئی سپیشل نامہ نگار نہ تھا جس کو آپ نے مقرر کیا ہو اور بھیجا ہو۔ اس لئے بھائی وارث الدین کی تحریرات سے آپکی تسلی نہیں ہوئی تھی۔ اب چونکہ ستمبر ۲۸ سے ۳۰ تک پھر سیالکوٹ میں کنونشن ہونے والی ہے آپ کو نور افشان کی خدمت کیواسطے تیار ہو جانا چاہئے۔ بہتر تو یہ ہے۔ کہ آپ خود وہاں تشریف لے چلیں۔ اور اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما کر بے کم و کاست حالات شایع کریں تاکہ مخالف و موافق جو حاضر نہ ہو سکیں کنونشن کے حالات سے واقف ہو جاویں اور اگر آپ کیواسطے ایسا کرنا کسر شان ہو یا عدیم فرصتی مانع ہو۔ تو ایک لائق شخص کو نامہ نگار مقرر کرکے وہاں بھیجیں۔ جو کہ وہاں کے حالات قلمبند کرتا رہے۔ اگر اس کام کیواسطے کچھ خرچ کرنا پڑے تو کریں ایسے نامہ نگار کو کم سے کم آپ آنے جانے اور کھانے کا خرچ دیں ایسی بڑی خدمت کیواسطے یہ کوئی بڑی رقم نہیں۔ مجھے امید ہے کہ نور افشان اسکی متحمل ہو سکیگی۔ اگر آپ ایسا نہ کریں۔ تو پھر کوئی شکایت نہ کریں کہ سیالکوٹ کنونشن کے حالات صاف صاف ہمکو نہیں معلوم ہوئے۔

آخر میں عرض ہے کہ نامہ نگار ایسا مقرر کریں جو آزاد خیال خداوند کے جلال کا خواہاں۔ راستی پسند اور صاحب لیاقت ہو۔ کوئی بھاڑے کا ٹٹو۔ اور مشنریوں کا خوشامدی روٹی خوار نہ ہو۔

راقم بر رسولان بلاغ باشد و بس

+ نوٹ۔ آپکا جانا دو فائدہ رکھتا ہے۔ آپ نور افشان کیواسطے اشتہار چھپوا کر ساتھ لیجاویں وہاں تقسیم کریں۔ لوگوں کو نور افشان کی خریداری کی ترغیب دیں یوں ایک پنتھ دو کاج یا ایک تیر سے دو چڑیا مارینگے یا یوں کہو کہ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔ کل ہندوستان کے مسیحی وہاں ہونگے۔ خیال ہے کہ ۵۔ ۶ ہزار سے کم آدمی نہ ہونگے نور افشان کی ترقی کا بہتر ذریعہ اور آپ کو کہاں ملیگا۔

منہ

اشتہارات

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو دو حصص اردو اور انگریزی زبان میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مشنران انجیل اور کلیسائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسائی تجربے اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے۔

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

	ششماہی	سالانہ
عوام سے		
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	عہ	"
" پچیس " "	۸	"
" پندرہ " "	۱۲	"
ادنیٰ ترین نرخ	۱۲	"

نمونے کا پرچہ درخواست آنے پر روانہ کیا جاتا ہے کل خط و کتابت ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئے

المشتہر پروفیسر پی ایچ ایڈورڈز الہ آباد

پریسبٹیرین بیواؤن و یتامے کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۷۲ء میں قائم ہوا ہے جس میں سو سے زیادہ اشخاص اس فنڈ میں شریک ہو چکے ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۶۵ بیوگان اور خاندان کو ۹۰ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہ رقم اُس کل رقم سے ۹ ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں چالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے اس فنڈ

میں چالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے اِس فنڈ کا نرخ کمی اور اِس قسم کے فنڈون سے بہت ارزان ہے ہندو کا ہر ایک یعنی مرد اور عورت اِس فنڈ میں شامل ہوسکتا ہے مردون کو پیرانہ سالی میں اور مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچون کو اپاہج ہونے میں اِس فنڈ سے پنشن ملتی ہے صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے ۞

المشــــــــــــتہر

پادری ڈاکٹر جے کلارک صاحب ایم۔ اے منیجنگ ڈائرکٹر نولکھا۔ لاہور

دی مِشنری

یہ ایک ماہواری مشنری جرنل ہے قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک سوا دو روپیہ آنے نمونہ کی کاپی مفت روانہ ہوتی ہے ۞

المشــــــــــــتہر

یو کے۔ اجمی۔ گوپال گنج فریدپور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱۲ آ معہ ضمیمہ ۲ آگر
〃 معہ محصول ڈاک 〃 ۲ آگر 〃 ۲ ہے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی ۞

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھوان حصہ	جگر	ہے	ے
چوتھائی کالم	ہے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	ہے
پورا کالم	عہ	ہے	ہہ
پورا صفحہ	ہہ	صہ	لعہ

بجلی کے ساتھ کمزور اور سُست کا علاج

آجکل کے اکثر نوجوان بوجہ بدصحبت کے اپنے ہاتھوں سے اپنی طاقت کو ضایع کرکے بہت کمزور ہوگئے اِس بُرے فعل سے آدمی کے شہوت کی طاقت ماری جاتی ہے اور منی میں حتی نہیں رہتی اور پٹھے اور رگیں کمزور ہوجاتی ہیں اور انسان اولاد پیدا کرنے کے لائق نہیں رہتا ہے یہہ برا کام آدمی کو اِس قدر شرمندگی دلاتا ہے کہ جس سے کئی بزدل خودکشی کر لیتے ہیں اِس خراب کام سے دل دماغ جگر گردہ مثانہ غرضکہ سب کے سب ضعیف ہوجاتے ہیں دہات کا اخراج شروع ہوجاتا ہے دل کمزور ہوکر دھڑکنے لگ جاتا ہے بزدلی بڑھ جاتی ہے ضعف دماغ سے سر میں چکر آنے لگتے ہیں بات کو بھول جاتا ہے آنکھون کی کمزوری چربی کی کمی اور بدن اِس قدر ضعیف ہوجاتا ہے کہ ذرا سی آواز سے دل دہل جاتا ہے انسان حیران پریشان اکثر رہتا ہے معدہ آنتوں کی کمزوری سے بدہضمی دائمی قبض کی شکایات اکثر رہا کرتی ہے غرضکہ اِس نامراد علت سے وہ مصیبتیں پیش آتی ہیں جن کو بیچارہ بیمار ہی جانتا ہے ایسی ردی حالت دیکھ کر حال کے داناؤن نے اِس مرض کا سب سے اعلے علاج بجلی کے ذریعہ کیا ہے بجلی فوراً سست اعضاء کے اندر گھس جاتی ہے اور جاتے ہی اُس کو گرم اور ہشیار کر دیتی ہے ہم نے بھی وہی بجلی منگوائی ہے اور عرصہ سات سال سے بیمارون کا علاج کرتے ہیں تین ہزار کے قریب بیمارون کا علاج کر چکے ہیں ۞

ہم نے اِس علاج سے بہتر اور کوئی علاج خیال نہیں کیا جو لوگ یہان سے دور رہتے ہیں ان کے واسطے برقی سٹ مکمل بھیجا جاتا ہے جو بجلی کا سا کام ہی دیتا ہے اور اُس سے گون کا سر باہر نکل جاتا ہے پھر ایک اور طلا نمبر ۲ لگایا جاتا ہے جس سے پٹھے موٹے اور سخت ہوجاتے ہیں اور ایک شیشی مقناطیسی گولیون کی ساتھ ہی ہوا کرتی ہے اِس کے کھانے سے بہت باہ پیدا ہوتی ہے سارے برقی سٹ کی قیمت جسمیں برقی طلاء ۱ طلاء ۲ مالش کرنے اور چوب برقی مقناطیسی تینون چیزین معہ ترکیب استعمال ہے تین روپیہ آٹھ آنے میں ملتی ہیں جو آدمی ہم کو اپنے پاس بلا کر علاج کرادے وہ سیکنڈ کلاس ریلوے گاڑی کا کرایہ مع فیس فی کس پانچ روپیہ روزانہ کا دے ہم ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر علاج کرکے واپس آجائیں گے جو آدمی دبلے پتلے اور کمزور ہیں وہ بجلی لگوانے سے پہلے ایک ڈبیہ موسیائی خوردنی کھالیں تاکہ چربی اور طاقت بڑھ جاوے اور جلد فائدہ حاصل ہو قیمت فی ڈبیہ ایک چھٹانک موسیائی چار ایک روپیہ بارہ آنہ معہ محصول ڈاک ۞

نوٹ

آج کل ہماری دیکھا دیکھی بہت سے لوگون نے بجلی کا سفوف' برقی گولیان' وغیرہ اشتہار دینا شروع کردیا ہے۔ اُن کے دھوکے سے بچنا چاہئے ۞

طبی اخبار سورج پرکاش کا نمونہ مفت دیا جاتا ہے ۞

باہر سے آنے والون کی رہائش کا خاطرخواہ انتظام کیا جاتا ہے

المشــــــــــــتہر

فتح چند حکیم عمدۃ الحکماء سند یافتہ مالک سورج پرکاش میڈیکل ہال امرتسر پنجاب

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت شب کوری تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ چھ ماشہ کافی ہے علاوہ محصولڈاک سپیشل ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم قیمت فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ہم نے ڈاکٹر صاحب کی خوبی کیفیت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار سے بچنا چاہئے۔

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟

(۱) پروفیسر میا سنگھ صاحب! آپ کے سفید سرمہ سے جس کی آنکھ میں ناخنہ ہوگیا ہے بہت فائدہ ہوا یہ شخص چند ڈاکٹروں کا علاج کرکے مایوس ہوچکا تھا براہ مہربانی ایک تولہ سفید سرمہ اعلیٰ قسم بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیجئے۔

راقم مہاراجہ شری جیت پرتاپ بہادر سہائے صاحب بہادر والئے ریاست ٹلوہی گورکھپور

(۲) میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے تیار کیا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں ان سب کو جنکی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنسو جانا خارش سرخی چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اس قدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے مگر ہمکو امید ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرحکی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔

راقم پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر مخصوص نواب صاحب بہادر والئے ریاست بہاولپور

(۳) جناب سردار صاحب! جو پیکٹ سرمہ ممیرہ کا بغرض تجربہ آپ نے میرے پاس بھیجا تھا اسکو میں نے اپنے چند مریضوں پر استعمال کیا بہت مفید پایا میری رائے میں آپکا ایجاد شدہ سرمہ ہر قسم کی سوزش اور کمزوری نظر اور رتوندے کے لئے نہایت مفید ہے اور اس وقت تک میں نے انہی بیماریوں کے مریضوں پر جانچکر استعمال کیا ہے اور آئندہ جن بیماریوں میں مفید پاؤنگا انکی نسبت بھی آپکو لکھونگا۔

راقم ڈاکٹر لچھمن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ و ایڈیٹر میڈیکل جرنل آگرہ

(۴) جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب! تسلیم میں نے آپ کے یہاں سے سفید سرمہ ممیرے کا منگواکر استعمال کیا صد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس لئے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لئے اور کوئی دوائی نہیں ہے۔

راقم مہاراج کنور چھتر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجھگوان اودھ

(۵) جناب من تسلیم نیاز چونکہ آپ کا سرمہ بہت سے آنکھوں کے مریضوں پر استعمال کرنے سے مفید ثابت ہوا ہے اس واسطے اور ایک تولہ سفید ممیرہ کے سرمہ کی ضرورت ہے آپ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج کر مشکور فرما دیں۔

راقم ڈاکٹر ولی احمد سول سرجن شفاخانہ دھاداشیو علاقہ حیدرآباد دکن

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب تیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ کا انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کیلئے اپریل ۱۹۰۸ء سے جمع کیا گیا ہے۔

پادری ایچ گولک ناتھ صاحب ایم اے ایڈیٹر و منیجر نور افشاں ساکن لودیانہ نے واسطے لودیانہ مشن پریس زیر اہتمام دانیل بلاد کے چھپا

